ضِیَاءُ الرَّحْمَۃِ فِیْ فَضْلِ لَیْلَۃِ الْبَرَاءَۃِ

ضِیائے شَبِ بَرَاءَت

تالیف
مولانا ابو الضیاء محمد فرحان قادری رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شبِ بَرَاءَت کیا ہے؟ «شب» فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی «رات» کے ہیں اور براءۃ عربی میں خلاصی اور چھٹکارے کو کہتے ہیں۔اردو زبان میں استعمال کی وجہ سے «ۃ» کو «ت» لکھا جاتا ہے جیسا کہ لفظِ «نصیحت»، جو کہ عربی میں «نصیحۃ» لکھا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ﴾ الأیة [الدخان: ٤٤/٣]

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اُتارا۔ (کنزالایمان)

علاّمہ صاوی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت «حاشیہ تفسیرِ جلالین» میں فرماتے ہیں، کہ حضرت عِکرَمَہ اور ایک جماعت رضی اللہ عنہم کے قول کے مطابق اس مبارک رات سے مراد: شبِ نصفِ شعبان یعنی شعبان المعظم کی پندرہویں شب ہے۔اس رات کے چار نام ہیں: (۱) اللَّیْلَۃُ الْمُبَارَکَۃُ یعنی، برکت والی رات، (۲) لَیْلَۃُ الْبَرَاءَۃِ یعنی، چھٹکارے (آزادی) کی رات، (۳) لَیْلَۃُ الرَّحْمَۃِ یعنی، رحمت والی رات اور (۴)لَیْلَۃُ الصَّك یعنی،(مغفرت کی) دستاویز(سند) ملنے والی رات۔[1]

شبِ براءت کی فضیلت

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، «إِنَّ اللہ عزوجل یَنْزِلُ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِأَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِغَنَمِ کَلْبٍ».[2]

یعنی، بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب آسمانِ دنیا پر خاصّ تجلّی فرماتا ہے، اور (قبیلہ) بَنِی کَلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ مسلمانوں کی مغفرت فرماتا ہے۔

(1) حاشیۃ العلاّمۃ الصاوی علی تفسیر الجلالین، تحت الأیۃ المذکورۃ، المجلد ٥، ص ٢٥٦، مطبوعۃ: دار إحیاء التراث العربی، بیروت.

(2) سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان، مطبوعۃ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت.

اس کثرت سے مغفرت فرمانے کے باجود بھی کچھ ایسے لوگ ہیں جن کی بخشش نہیں ہوتی اور وہ اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم رہتے ہیں (نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ) نبی کریم رؤوف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، «إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَغْفِرُ لِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ، إِلاَّ الْكَاهِنَ، وَالسَّاحِرَ، وَمُدْمِنَ الْخَمْرِ، وَعَاقَ وَالِدَيْهِ، وَالْمُصِرَّ عَلَى الزِّنَا». [1]

یعنی، بے شک اللہ تعالیٰ اس رات میں تمام مسلمانوں کو بخش دیتا ہے، سوائے کاہن، جادو گر، عادی شرابی، اپنے والدین کے نافرمان اور زنا کے عادی کے۔

ان لوگوں کی مغفرت اُس وقت تک نہیں ہوتی کہ جب تک توبہ نہ کرلیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے اور جو صِدْقِ دل سے تائب ہو جائے اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے یوں پاک فرمادیتا ہے کہ گویا اُس نے وہ گناہ کیا ہی نہ تھا۔

حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، «اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لاَّ ذَنْبَ لَهٗ».

یعنی، گناہوں سے (سچی) توبہ کرلینے والا اس شخص کی مثل ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ [2]

جادو ٹونے سے حفاظت

شعبان المعظّم کی پندرہویں رات بیری کے سات پتے پانی میں جوش دے کر غُسل کریں ان شاء اللہ تمام سال جادو کے اَثر سے محفوظ رہیں گے۔ [3]

پندرہویں شعبان کی شب بے داری اور دن کا روزہ

امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا، «إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا، فَإِنَّ اللهَ يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ

[1] تفسیر الصاوی، تحت الأیة المذکورة، مطبوعة: دار إحیاء التراث العربی، بیروت.

[2] مشکاة المصابیح، کتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الأول، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت.

[3] اسلامی زندگی/ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا مہینہ۔

الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ: أَلاَ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِيْ فَأَغْفِرَ لَه، أَلاَ مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَه، أَلاَ مُبْتَلىً فَأُعَافِيَه، أَلاَ كَذَا أَلاَ كَذَا حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ».[1]

یعنی، جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو اس کی رات میں قیام (یعنی عبادت) کرو اور اس کے دن کا روزہ رکھو، بے شک اللہ تعالیٰ اس رات میں غروبِ آفتاب سے آسمانِ دنیا پر خاصّ تجلّی فرماتا ہے اور کہتا ہے، ہے کوئی مجھ سے مغفرت کا طالب کہ اُسے بخش دوں! ہے کوئی روزی مانگنے والے کہ اُسے عطا کردوں! ہے کوئی پریشانی میں گھِرا ہوا کہ اسے عافیّت دوں! ہے کوئی ایسا! ہے کوئی ایسا! (یہ ندا فرماتا رہتا ہے) یہاں تک کہ فجر طُلُوع ہو جائے۔

شیخِ محقّق شاہ عبد الحق محدّث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، «بندۂ ضعیف کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا آسمانِ دنیا کی طرف نزول (تجلّی) فرمانا تو ہر رات کو ہوتا ہے، مگر یہ نزول اجلالِ رات کے آخری تیسرے حصہ میں ہوتا ہے مگر پندرہویں شعبان کی رات کا نزول شب کے تیسرے پہر کے ساتھ خاصّ نہیں ہے بلکہ غروبِ آفتاب سے لے کر صبح صادق تک ہے۔ یہ اس رات کی خصوصیت ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس رات میں عظیم عطیات عنایت فرماتا ہے جس کا ہمیں علم نہیں۔ اس کا ثبوت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ "أَلاَ كَذَا أَلاَ كَذَا" یعنی، ہے کوئی ایسا ہے کوئی ایسا یہاں تک کہ صبح صادق ہو جائے۔ اسی طرح علماء کا قول ہے۔

اور نوفل بکالی سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پندرہویں شعبان کی شب میں باہر تشریف لائے اور اس شب میں اکثر باہر آتے رہے، آپ نے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی اور کہا کہ حضرتِ داؤد علیہ السلام ایک شب کو ایسے ہی باہر تشریف لائے، تو اُنہوں نے آسمانِ دنیا کی طرف نظر اُٹھا کر فرمایا یہ وہ وقت ہے جس میں جس نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اُس نے ضرور قبول فرمائی اور جس نے مغفرت چاہی اُس کی ضرور بخشش ہوئی، بشرطیکہ وہ شخص عشار (یعنی ظلماً عُشْر لینے والا)، جادوگر، کاہن، نجومی، جلّاد، مال نکالنے والا، گویّا اور باجا بجانے والا نہ ہو۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا کی، اے اللہ! حضرت داؤد علیہ السلام کے رب! اس رات میں جو بھی دعا مانگے یا مغفرت چاہے تو قبول فرمالے! بلاشبہ تُو پندرہویں شعبان کی شب میں ظہور فرماتا ہے اور مشرک و کینہ توز کے سِوا ہر ایک کی مغفرت فرما دیتا ہے۔[2]

شیخِ محقّق شاہ عبد الحق محدّث دہلوی علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں، حضرت خالد بن معدان اور لقمان بن عمران (تابعین) نے فرمایا، اور (مشہور محدّث) اسحٰق بن رَاہُوَیہ نے ان کی موافقت کی کہ مسجد میں جمع ہو کر شب بیداری

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت.

[2] ماثبت من السنة في أيام السَنَة۔

کریں اور خالد و لقمان اس رات عمدہ کپڑے پہنتے، سُرمہ لگاتے اور مسجد میں رات بھر قیام کرتے تھے۔ اب اگر کوئی شخص شب بیداری کرے تو ظاہر بات ہے کہ یہ مستحب ہے۔[1]

چھ (۶) نوافل

شیخِ طریقت، عالمِ شریعت قبلہ امیر اہلسنّت سیدی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطارؔ قادری رضوی دامت برکاتہم القدسیہ اپنے مکتوب «آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مہینہ» میں فرماتے ہیں، «معمولاتِ اولیائے کرام رحمہم اللہ سے ہے کہ مغرب کے فرض و سنّت وغیرہ کے بعد چھ رَکعَت نفل دو دو رکعت کرکے ادا کئے جائیں۔ پہلی دو رکعتوں سے پہلے یہ نیّت کریں، یااللہ عزوجل ان کی بَرَکت سے درازئ عُمر بالخیر عطافرما۔ اس کے بعد دو رکعت میں یہ نیّت کریں، یااللہ عزوجل ان کی بَرَکت سے بلاؤں سے حِفاظت فرما، اور اس کے بعد والی دو رکعتوں کے لئے یہ نیّت کریں، یااللہ عزوجل ان کی بَرَکت سے اپنے سوا کسی کا محتاج نہ کر۔ ہر دو رکعت کے بعد اکیس ۲۱ اکیس ۲۱ بار قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ (پوری سورت) یا ایک بار سورۂ یاسین شریف پڑھیں بلکہ ہو سکے تو دونوں ہی پڑھ لیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک اسلامی بھائی یاسین شریف بلند آواز سے پڑھیں اور دوسرے خاموشی سے سُنیں۔ اس میں یہ خیال رکھیں کہ دوسرا اِس دَوران زَبان سے یاسین شریف بلکہ کچھ بھی نہ پڑھے۔ ان شاءاللہ عزوجل رات شروع ہوتے ہی ثواب کا انبارم لگ جائے گا۔ ہر بار یاسین شریف کے بعد دعائے نِصف شعبان بھی پڑھیں۔[2]

نوٹ: کوئی بھی نَفل کسی بھی فرض اور واجب کا بدل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا جن حضرات کی قضاء نمازیں باقی ہوں وہ اپنی قضاء نمازوں کی ادائیگی کو اوّلین ترجیح دیں۔

دعائے شعبان المعظم

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ، مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ

ترجمہ: اللہ کے سِوا کوئی معبود (برحق) نہیں اور ہم اس کے سِوا کسی کی عبادت نہیں کرتے، خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں چاہے یہ بات کافروں کو گراں کیوں نہ گزرے۔

(1) ماثبت من السنۃ فی أیام السنۃ

(2) آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مہینہ، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی۔

شبِ براءت اور آتش بازی

فی زمانہ یہ معمول سا بن گیا ہے کہ جوں ہی شبِ معراج آتی ہے، سے لے کر اختتامِ شعبان المعظم اور بالخصوص شبِ براءت کو بہت کثرت سے آتش بازی کی جاتی ہے اور مختلف طریقوں سے لوگوں کو اذیّت بھی دی جاتی ہے۔ طرح طرح کے پٹاخے وغیرہ جلا کر بسوں، کاروں، رکشوں وغیرہ میں اور براہِ راست راہ گیروں پر بھی پھینکتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ افسوس صد افسوس:

؎ تم مسلماں ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟

حکیم الامّت مفتی محمد احمد یار خان صاحب نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، «آتشبازی بنانا، بیچنا، خریدنا اور خریدوانا، چلانا اور چلوانا سب حرام ہے»۔[1]

لٰہذا خود کو اور اپنے بچوں کو اس آگ میں جلنے سے بچایئے اور نیکیوں اور چھٹکارے والی رات میں خود کو بارودی فضاء میں آلودہ ہونے سے محفوظ رکھیے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قبرستان کی حاضری

شبِ براءت قبرستان جانا اور مُردوں کے لئے ایصالِ ثواب کرنا بھی مسنون ہے اور احادیثِ طیبہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ، قَالَتْ: فَقَدْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فَخَرَجْتُ أَطْلُبُه، فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ رَافِعَ رَأْسَه، إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ أَكُنْتِ تَخَافِيْنَ أَنْ يَّحِيْفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهُ»؟ قَالَتْ: قَدْ قُلْتُ: وَمَا بِي ذٰلِكَ وَلٰكِنِّيْ ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ. فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ».[2]

یعنی، فرماتی ہیں، میں نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ پایا تو آپ کی تلاش میں باہَر نکلی تو اچانک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مجھے بقیع شریف میں اپنا سرِ اقدس آسمان کی جانب اُٹھائے ہوئے نظر آئے، فرمایا، اے عائشہ! کیا آپ ڈر رہی تھیں کہ اللہ اور اس کا رسول آپ پر ظلم کریں گے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی، جی نہیں مگر مجھے گمان ہوا کہ شاید آپ کسی اور زوجۂ محترمہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ تو نبی

---

(1) اسلامی زندگی۔

(2) سنن ابن ماجه، کتاب (٥) إقامة الصلاة والسنة فيها، باب (١٩١) ما جاء في ليلة النصف من شعبان، ص١٧٥، رقم الحديث: ١٣٨٩، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت.

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی (یعنی پندرہویں) شب آسمانِ دنیا کی جانب خاص تجلّی فرماتا ہے پس قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔

قبرستان کی حاضری کے آداب

مناسب یہ ہے کہ قبرستان باوضو جائے، اگر بے وضو گیا جب بھی جائز ہے مگر مطلقاً ہر وقت باوضو رہنا افضل ہے۔ جب قبرستان پہنچے تو پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کرے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ

پھر قبرستان کے مردوں کو سلام کرے، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ جس شب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں ہوتی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کے آخر وقت میں بقیع شریف تشریف لے جاتے اور فرماتے «السَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ، وَأَتَاکُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَداً -مُؤَجَّلُوْنَ- وَإِنَّا -إِنْ شَاءَ اللہُ- بِکُمْ لَاحِقُوْنَ. اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِأَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ». (1)

یعنی، سلامتی ہو تم پر جماعتِ مومنین! تمہارے پاس وہ چیز آچکی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ان شاءاللہ ہم بھی تمہارے ساتھ لاحق ہونے والے ہیں، اے اللہ! بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما۔

قبروں پر موم بتیاں اور اگربتیاں نہ جلائی جائیں ہاں روشنی کی غرض سے قبر سے ہٹ کر موم بتی جلائی جاسکتی ہے۔ مگر فی زمانہ اکثر قبرستان ایسے ہیں جہاں شبِ براءت کو خصوصی روشنی کا اہتمام ہوتا ہے مگر پھر بھی اگر کسی جگہ برقی روشنیوں وغیرہ کا انتظام کم یا مفقود ہو تو اُجالے کی غرض سے قبروں سے دور موم بتی اور لالٹین جلا کر رکھی جاسکتی ہیں۔

یوں ہی قبروں کے اوپر چڑھ کر نہ چلے بلکہ دو قبروں کے درمیان اگر جگہ ہو تو وہاں چل کر آگے بڑھے اور نہ ہی بیٹھتے وقت قبروں کو ٹیک لگائے۔ نیز قرآن شریف کی تلاوت کرے، ان کے لئے فاتحہ خوانی کرے اور ان کی قبروں پر پھول ڈالے۔ نفلی صدقات کرکے مُردوں کو ایصالِ ثواب کرے کہ صدقات کی بڑی فضیلت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا، جس کے گھر والوں میں سے کوئی مر جاتا ہے اور وہ لوگ اس کے بعد صدقہ، فاتحہ، ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو جبریل علیہ السلام اسے تھال میں رکھ کر صاحبِ قبر کو ہدیہ کرتے ہیں اور اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرماتے ہیں، اے گہری قبر والے

﴿1﴾ صحیح مسلم، کتاب﴿۱۱﴾ الجنائز، باب﴿۳۵﴾ مایقال عند دخول القبور والدعاء لأھلھا، رقم الحدیث: ۱۰۲۔﴿۹۷۴﴾

یہ تحفہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے اس کو قبول کر پھر اندر جاتے ہیں تو قبر والا اس (ایصالِ ثواب) کے تحفہ سے خوش ہوتا ہے اور مسرت کا اظہار کرتا ہے اور اس کے پڑوسی مُردے جنہیں ایصالِ ثواب نہیں ہوتا وہ غمگیں ہوتے ہیں۔[1]

بندۂ ناچیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کی اُمّید سے اس کتابچہ کا ثواب اپنے مرحوم دوست، دار العلوم امجدیہ کے فارغ التحصیل عالمِ دین حضرت علامہ مولانا محمد جاوید (شفیق) نقشبندی علیہ الرحمہ کو ایصال کرتا ہے جو شعبان المعظم ١٤٢٤ھ بمطابق ٣٠ ستمبر ٢٠٠٣ء ایک ٹریفک حادثہ کے نتیجہ میں تقریباً ٢٣ برس کی عمر میں شہید ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت، اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور آپ کی مرقد پر رحمت ورضوان کی بارش نازل فرمائے۔ (آمین)۔

مؤلف عفی عنہ

﴿1﴾ المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث: ٦٥٠٤، ﴿٣١٥/٦﴾.